سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۱۸۷

دین پناہ است حسینؑ

دوسرا ایڈیشن

از قلم سرکار سید العلماء مدظلہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت چھ نئے پیسے

محصول ڈاک آٹھ نئے پیسے

تعارف

یہ سرکار سیّد العلماء دام ظلہ کی وہ تقریر ہے جو آج سے چودہ سال قبل ۷ محرم سنہ ۱۳۶۶ھ کو ریڈیو اسٹیشن لکھنؤ سے نشر ہوئی تھی اور ہم نے اس کو سنہ ۱۳۷۶ھ میں بصورت رسالہ شایع کر دیا تھا۔ اس کا پہلا اڈیشن ختم ہو گیا اور اب یہ دوسرا اڈیشن پیش کیا جا رہا ہے۔

افراد ملت سے استدعا ہے کہ وہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں طلب فرما کر یوم عاشور غیر اقوام میں تقسیم فرمائیں اور اس طرح ان کو واقعات کربلا کے اسباب و علل سمجھا کر اسلام حقیقی سے روشناس بنائیں۔

الداعی الی الخیر
سید ابن حسین نقوی عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

محرم ۱۳۷۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

کوئی شک نہیں کہ اللہ کا دین جس کے انسانوں تک پہونچانے کی خاطر پیغمبر بھیجے گئے۔ کتابیں اُتاری گئیں، شریعتیں جاری کی گئیں جس کی خاطر نوحؑ نے تکلیفیں اُٹھائیں، ابراہیمؑ نے سختیاں جھیلیں۔ موسیٰؑ نے مصیبتیں برداشت کیں اور عیسیٰؑ نے مخالفتوں کا مقابلہ کیا۔ وہ دین الٰہی جس کے پہونچانے میں محمدؐ عربی نے صدمے سہے، زحمتیں گوارا کیں۔ دل پہ زبان کے اور جسم پر پتھروں کے زخم کھائے۔ وہ۔ وہ دین جس کی حفاظت میں حمزہؑ کام آئے۔ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے جان دی، حمزہؑ کا جگر چاک ہوا، جعفرؑ کے ہاتھ قلم ہوئے اور علیؑ عمر بھر جہاد کرتے رہے۔

اُس وقت وہ چاروں طرف مددگار کی تلاش میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا اور بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہا تھا ھل من ناصر ینصرنی کوئی مددگار ہے ایسا جو میری مدد کرے، جب ۶۰ھ میں دمشق کے تخت سلطنت پر یزید حکمران ہوا اور امام حسینؑ سے بیعت کا طلبگار ہوا،

حسینؑ خوب سمجھتے تھے کہ مجھ سے بیعت طلب کرنے سے اس کا مقصد کیا ہے، اگر صرف بحیثیت ملک عرب کے ایک باشندے نسل قریش کی ایک فرد کے بیعت طلب کی جا رہی ہوگی تو اس میں اتنی کد وکاوش کی ضرورت نہ تھی جبکہ تمام ملک عرب اور حجاز کے کل باشندے یزید کی بیعت کر چکے تھے تو ایک حسینؑ نے اگر بیعت نہ بھی کی تھی تو اصول جمہوریت پر یزید کی سلطنت کا کیا بگڑتا تھا، ایک فرد اور وہ بھی تارک الدنیا، عزلت گزیں اور گوشہ نشیں، دنیا کے شور وشر سے الگ تھلگ ساکت اور ساکن۔

حسینؑ کا کوئی دوست نہیں، دشمن بھی یہ بیان نہ کر سکا کہ حسینؑ نے اپنے مدینہ کے قیام میں کبھی کوئی تقریر حکومت شام کے خلاف کی، کبھی کوئی خط وکتابت کی، کسی طرح کی بھی کوئی کوشش یزید کے مقابلہ پر کی ہو، یا کسی صورت پر بھی ساکن فضا کو متحرک بنانا چاہا ہو پھر صرف ایک منفی طرز عمل یعنی بیعت نہ کرنا یزید کو کیا نقصان پہونچا سکتا تھا جبکہ عرب میں کتنی ہی بڑی کانفرنسیں یزید کی بیعت لینے کے لیے ہوئی ہوں، کتنے ہی بڑے پیمانہ پر اس تحریک کا سب کو پابند بنایا

گیا ہو، لیکن ہزاروں آدمی اس ملک کے گوشوں سے پھر بھی ایسے ہوں گے جن سے یزید کی بیعت کا مطالبہ ہوا نہ انھوں نے بیعت کرنے کا کوئی مظاہرہ کیا۔

خود خاندان بنی ہاشم میں عبداللہ بن جعفرؓ بھی تو تھے محمد بن حنفیہ بھی تو تھے۔ عمر بن علیؑ، عون بن علیؑ اور حسینؑ بن علیؑ کے دوسرے بھائی بھی تو تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے بیعت کا مطالبہ ضروری نہیں سمجھا گیا بس صرف حسینؑ وہ تھے جن سے یزید کی تمام کوششیں مرکوز ہو گئیں کہ آپ سے بیعت لی جائے۔

اسی سے صاف ظاہر تھا کہ حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ بحیثیت ملک عرب کے ایک شخص اور حجاز کے ایک رہنے والے اور قریش یا بنی ہاشم کی ایک فرد کے نہیں ہے بلکہ آپ سے بیعت کا مطالبہ اس خصوصیت کے لحاظ سے ہے کہ حسینؑ خاندان رسولؐ کی عظمت کے نمایندے، علیؑ کے جانشین اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کے قائم مقام ہیں، حسینؑ سے بیعت لینے کے معنی یہ تھے کہ یزید گویا بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰؐ کی بارگاہ سے اپنے افعال پر مہر تصدیق

ثبت کرائے اور اس طرح دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرے کہ یزید کا رواج دادہ نظام معاشرت اور نظام حکومت حق ہے، اس لیے حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا حسینؑ نے اپنے موقع کی نزاکت محسوس کرلی۔

انھوں نے سمجھ لیا کہ میری بیعت کے معنی یہ ہیں کہ علیؑ نے بیعت کی اور میری بیعت کے معنی یہ ہیں کہ محمد مصطفٰےؐ نے اس نظام کو تسلیم کر لیا اور میری بیعت کے معنی یہ ہیں کہ حق، باطل کے سامنے سچ جھوٹ کے سامنے اور دین لادینی کے سامنے ہمیشہ کے لیے جھک گیا۔

حسینؑ جانتے تھے کہ بیعت نہ کرنے کا انجام کیا ہوگا اگر وہ جیسے محسوس کر رہے تھے کہ اس وقت دین اسلام کی نظر میرے چہرے پر ہے اور وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ میری حفاظت کی خاطر حسینؑ کسی ایثار و قربانی پر تیار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

حسینؑ جانتے تھے کہ یہ وہ دین ہے جو میرے مالک، میرے معبود اور میرے خالق کی امانت ہے اس لیے بحیثیت مخلوق بحیثیت عبد اور بحیثیت مملوک، مجھے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ یہ میرے

محمدؐ رسول اللہ کی تمام عمر کی مشقتوں زحمتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے اس لیے بحیثیت فرزند رسولؐ ہونے کے مجھے اُس کی حمایت لازم ہے۔ اور اس دین کا استحکام میرے باپ علی مرتضیٰؑ کی تلوار کا ثمرہ ہے اس لیے بحیثیت علیؑ کے جانشین کے بھی مجھ ہی کو سینہ سپر ہونا چاہیے۔

کوئی شک نہیں کہ دین اسلام اس وقت بے کسی اور بے بسی کے عالم میں تھا اس کے آئین و تعلیم کو شام سے بگاڑا جا رہا تھا عراق میں کوئی اس کی حفاظت کا مرکز نہ تھا اور حجاز میں کوئی پناہ نہ تھی سب طرف سے ناامید ہو کر وہ دین حسینؑ کے دامن میں پناہ لے رہا تھا اور حسینؑ نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں جان دوں گا مگر اس دین کو بچاؤں گا۔ فقط جان ہی نہیں جان کو راہِ خدا میں مجاہد دیتے رہے تھے۔ بلکہ جان سے زیادہ عزیز دل کے ٹکڑے بھی نثار کیے جائیں گے اور اس سے بڑھ کر سراپردۂ عصمت کی رہنے والی خواتین کو قید و بند کی مصیبتوں کے لیے بھی دین کی خاطر سے آیا جائے گا۔

حسینؑ نے اپنی قربانی بھی ۶۱ھ ہجری میں محرم کے مہینہ
میں جمعہ کے دن اور دسویں تاریخ کربلا کے میدان میں پیش کردی
شہیدوں کے لاشے زمین پر تھے۔ حسینؑ کے خیموں سے آگ کے
شعلے بلند تھے۔ خواتین خاندان رسالتؐ کی قید کا سامان تھا
اور صداقت کی زبان بلند آواز سے پکار رہی تھی بے شک

"دیں پناہ است حسینؑ"

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری
امامیہ مشن لکھنؤ
(ہندوستان)